کا کوئی رشتہ نہیں تھا اور نہ ہی اس زمانے میں موجودہ "پاکستان" کا کوئی تصور اور خیال تھا۔ "انصاری" اور بایزید روشن کا لقب "من انصاری الی اللہ" کی نسبت سے تھا۔

ڈاکٹر عبدالرشید صاحب نے اپنے مضمون میں "پاکستان" کا تذکرہ کرکے "ٹھونس ٹھانس" سے کام لیا ہے اور یہ بات نہایت ہی افسوسناک ہے کہ "ہندوپاک" کے نام نہاد "مورخ" اور "اسکالر" تاریخی حقائق کو نظر انداز کرکے مصلحتوں کے شکار ہو رہے ہیں۔ مجاہد آزادی خان غازی کابلی۔ کوچہ رحمان دہلی ۶

پیر روشن اور ان کی تحریک | الحق ماہ ستمبر ملا۔ اس میں سب مضامین عموماً اور خاص کر ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری اور ڈاکٹر عبدالرشید صاحب اپنے مضمون پر مزید تحقیق کریں تو شاید یہ ثابت ہوجائے کہ پیر روشنؒ اور پیر باباؒ، اس وقت کے دو سیاسی گروہوں (حکومت مغلیہ اور افغان قوم) کے نمائندہ تھے۔

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ افغان اور مغل (ترک) شروع سے ہی ایک دوسرے کے حریف رہے ہیں اور اس خطہ ارض افغانستان وہندوستان کی سیاسی تاریخ ان دونوں قوموں کی آویزش سے ہی عبارت ہے۔

بہر حال اس عنوان۔ پیر روشنؒ اور پیر باباؒ پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ والسلام دعا کا محتاج۔ ڈاکٹر شیر بہادر خاں پنی۔ ایبٹ آباد

★ سب سے پہلے سعادت حج پر مبارکباد قبول فرمائیے۔ نقش آغاز اگرچہ آپ کی نگارشات سے محروم تھا لیکن خدا شاہد ہے کہ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری کا جائزہ ء سرسید یقیناً اداریئے کا صحیح قائم مقام ہے۔ نئی نسل کو گمراہی سرسید سے آگاہ کرکے شاہجہانپوری صاحب نے امت کے فرض کفایہ کا حق ادا کردیا۔ اس مضمون کو عام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ کافی عرصہ کی بات ہے کہ مقدمہ تفسیر حقانی میں خرافات سرسید سے آگاہی ہوئی تھی لیکن ڈاکٹر موصوف نے نئی جلا بخشی ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ (مولانا عزیز الرحمن لکی مروت)

★ جناب قاری فیوض الرحمان ایبٹ آباد۔ جناب سلیم الحسان کراچی اور الحق کے کئی قارئین نے مضمون پڑھ کر میرے والد مفتی حاجی عبدالرحمن صاحب کوٹھوی کی تاریخ وفات کے بارے میں استفسار فرمایا ہے۔ تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب پر ۱۹۶۰ء میں فالج کا شدید حملہ ہوا۔ نشتر ہسپتال ملتان میں بہترین معالجے کے بعد آپ کافی حد تک صحت یاب ہوئے۔ تاہم دماغ اور بعض اعضا پر فالج کا کچھ اثر باقی رہا ایک روز بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۹-۶-۱۹۷۲ء اچانک مدرسہ قاسم العلوم لیاقت پور (بہاولپور) سے اکیلے عازم راجن پور (ڈیرہ غازی خان) ہوئے اور دوران سفر ہی لاپتہ ہوگئے۔ سعی بسیار کے باوجود آج تک آپ کا کچھ پتہ نہ لگ سکا۔ چنانچہ آپ کی تاریخ جائے وفات اور مقام تدفین معلوم نہیں ہوسکی۔

دعا کا طلب گار (حافظ جمیل الرحمان۔ کوٹھا۔ صوابی)